فقہ الملل والنحل

صلیبی مشنریوں کا طریقۂ واردات و نفوذ

پچاس کی دہائی میں ڈاکٹر مصطفیٰ خالدی اور ڈاکٹر عمر فروخ نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا "التبشیر والاستعمار فی البلاد العربیہ" اس میں ان دو اساتذہ نے مستقبل میں امت عربیہ و امت مسلمہ کو لاحق خطرے کی بڑے عمدہ پیرائے میں نشاندہی کی ہے۔ یہ کتاب فقہ کے طلبہ و علماء کرام کے مطالعہ میں ہونا ازبس ضروری ہے کہ مطالعہ ملل ونحل بھی فقہِ اسلامی ہی کا ایک شعبہ ہے۔ جناب محمد ظہیر الدین بھٹی نے اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنا کر اس کے مطالب کی تفہیم آسان کر دی ہے۔ موجودہ بین الاقوامی صورتحال کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ اور بھی ضروری ہے۔ ہم اس کا ایک باب اس کتاب کے مطالعہ کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ کتاب اسلامک پبلی کیشنز لاہور نے ۱۳۔ ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور سے شائع کی ہے اور اس کا نام "عالم عرب پر مشنری یلغار" رکھا ہے۔

پیش خدمت ہے کہ ایک اہم باب سے اقتباس.................. (ادارہ)

مشنری عورت میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہیں۔ کیونکہ عورت سماجی زندگی کا محور و مرکز ہے۔ اس تک تبلیغ پہنچانے کا مطلب پورے کنبہ تک پہنچ جانا ہے۔ اس مقصد کے لئے نوجوان مسیحی عورتوں کی تنظیم قائم ہوئی۔ پھر اس کی شاخیں کھلیں، مشنریوں نے نوجوان لڑکیوں کے لئے گھر اور ادارے بنائے۔ (۱)

مشنری خوش تھے کہ مسلم عورت نے اپنے گھر کی دہلیز پھلانگ لی ہے۔ اب وہ کھلی فضا میں آ گئی ہے۔ اس نے اپنا پردہ ترک کر دیا ہے۔ وہ محض اس لئے خوش نہ تھے کہ مسلمان عورت نے ایسا کیا ہے بلکہ وہ اس بات پر خوش تھے کہ اس عمل سے مشنریوں کو عورت کے ذریعہ اپنی تبلیغی تعلیمات

سے مسلمان خاندان میں گھسنے کا موقع میسر آ گیا ہے۔ مشنری ایک عرصہ سے اپنی مشنری عورتوں کو ساتھ لا رہے تھے۔ وہ برابر مسلمان عورتوں سے رابطہ بڑھا رہے تھے۔ وہ خوشی سے نعرے لگاتے ''ہمیں نیا موقع ملا ہے۔'' (۲) مشنریوں کے نزدیک عورت کی بڑی اہمیت ہے، ان میں سے ایک کہتا ہے۔ (۳)

> ''ماں اپنے بچوں اور بچیوں پر دس سال کی عمر تک اثر انداز ہوتی ہے، اس لئے عورت کی بہت اہمیت ہے، چونکہ عورتیں عقیدہ کے تحفظ کی محافظ ہیں، اس لئے مشنری اداروں کو مسلمان عورتوں میں ضرور کام کرنا چاہئے، معلوم ہونا چاہئے کہ اسلامی ملکوں کو جلد عیسائی بنانے کا یہ اہم ذریعہ ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ مشنریوں نے عورتوں میں تبلیغ کا خاص انتظام کیا۔ اس مقصد کے لئے تفصیلی پروگرام مرتب کئے۔ بہت سے مشنری مردوں اور عورتوں کو اس مہم پر مامور کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے امریکہ کی نسوانی تنظیموں سے بہت مدد لی۔ (۴)

۱۹۰۶ء میں قاہرہ میں ہونے والی مشنری کانفرنس نے اس موضوع پر بھرپور انداز میں بحث کی کہ ''عورت، مذہبی زندگی کا ایک فعال ذریعہ ہے۔'' اس کانفرنس میں شریک مشنری خواتین ارکان نے اس موقع پر درج ذیل تجویزیں دیں۔

> ''مسلمان عورتوں کو مسیح کی طرف لائے بغیر چارہ نہیں۔ مسلمان عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، یہ تعداد ۱۰۱ ملین سے کم نہ ہوگی۔ ان تک پہنچنے کی ہر سنجیدہ کوشش، اب تک کی جانے والی کوششوں کے مقابلہ میں زیادہ وسیع ہونی چاہئے۔ ہم نئی تنظیمیں بنانے کی تجویز پیش نہیں کرتیں البتہ ہم مشنری اداروں اور تنظیموں سے یہ ضرور مطالبہ کریں گی کہ وہ اپنی زنانہ شاخ کو اس کام پر آمادہ کریں۔ اس کا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ اس نے تمام دنیا کی مسلمان عورتوں تک پہنچنا ہے۔'' (۵)

ایک عرصہ سے مشنری، اسلام کے اس مضبوط قلعہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان عورت پسماندہ ہے۔ اس لئے وہ عیسائیت میں داخل ہوئے بغیر ترقی نہیں کر سکتی (۶) ان کا یہ بھی وہم تھا کہ دین اسلام، مسلمان عورت کی پسماندگی کا سبب ہے۔ وہ جسمانی،

اخلاقی اور عقلی لحاظ سے دکھی ہے، وہ اپنے خاوند، موت اور طلاق سے ڈرتی رہتی ہے۔(۷) مشنریوں نے مسلمان عورت کے خلاف اتنے زیادہ ڈھونگ رچائے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان کے دو مقاصد ہیں۔(۸)

۱۔ وہ یورپ اور امریکہ کے امراء کا جذبہ ہمدردی ابھارنا چاہتے ہیں تاکہ وہ مشن کے لئے اپنا مال پیش کریں۔ یوں وہ ان کا مال بٹور سکیں۔

۲۔ مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کریں اور انہیں احساسِ کمتری میں مبتلا کریں۔

ایک مشنری مبالغہ آرائی کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ عورت مذہبی تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔ اس طرح یہ چالاک مشنری، تمام دوسرے مشنریوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنی مشنری عورتیں افغانستان بھیجیں۔ وہ لوگوں کے گھروں (۹) میں داخل ہو کر وہاں کی عورتوں میں عیسائیت کی تبلیغ کریں گی اور افغانوں کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔(۱۰)

جب یہ غیر ملکی مبلغات، مقامی عورتوں کی تربیت کر لیں گی، تو وہ تبلیغ کے میدان سے پیچھے ہٹ آئیں گی اور متعلقہ ملک کی مبلغات کو اپنی جگہ لینے دیں گی۔ البتہ غیر ملکی مبلغات کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پس پردہ رہ کر، عورتوں اور ان کے کام کی نگرانی اور سرپرستی جاری رکھیں۔(۱۱)

مشنری حالات و واقعات کا جائزہ لیتے وقت صرف مشن کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ مشنریوں کی رائے میں پہلی عالمی جنگ جہاں مختلف ملکوں اور قوموں پر اثر انداز ہوئی ہے وہاں مسلمان عورت پر بھی اس کا اثر پڑا ہے۔ جنگ نے عورت کو آزادی طلب کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک سوچ کی یہ تبدیلی بڑی اہم ہے۔ ان کے بقول دنیائے اسلام کی عورتیں اس جدید تبدیلی کے بعد مسیحی مبلغین کی رسائی میں آ گئی ہیں۔ اب وہ مسیحی تعلیمات کو ان تک آسانی سے پہنچا سکتے ہیں۔(۱۲)

نوجوان لڑکیوں، عورتوں اور ان میں سے خاص طور پر جو ضرورت مند ہوتی ہیں ان تک پہنچنے کے لئے مشن کا طریق واردات کیا ہے؟ اس کا خلاصہ قسطنطنیہ (الجزائر) کی کانفرنس نے ذیل میں پیش کیا ہے۔(۱۳)

"جس بات کی سخت ضرورت ہے وہ یہ کہ مطلقہ نوجوان عورتوں اور کم عمر بیواؤں کے لئے اجتماعی گھر تعمیر کئے جائیں، یہ گھر کوئی بڑے ادارے نہیں

ہونے چاہئیں بلکہ یہ ایسی جگہیں ہوں جہاں عائلی فضا اور خاندانی ماحول ہو۔ پھر ان اقامت کدوں میں عورتوں کو، ان کے حالات اور ضروریات کے مطابق الگ الگ رکھا جائے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان عورتوں کی مدتِ قیام، ان میں سے ہر ایک کی ذاتی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق کم یا زیادہ ہونی چاہئے۔ مزید برآں یہاں ہر عورت کو ایک نہ ایک ایسے مقامی ہنر کی تربیت دی جائے کہ وہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آبرومندانہ زندگی گزار سکے۔"

"آخر میں ہماری رائے یہ ہے کہ ان گھروں میں یہ عورتیں انجیل کے زیر اثر رہیں۔ پھر ہم ان میں سے ایسی عورتوں کا انتخاب کریں جنہوں نے زیادہ تربیت حاصل کی ہو تا کہ وہ اپنی قوم میں مشنری (مبلغات) کا کردار ادا کر سکیں۔ عورتوں میں تبلیغ عیسائیت کرنے کے لئے فرانس نے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے۔"

غیر ملکی عورتوں سے شادی:

غیر مسیحی نوجوانوں کو غیر ملکی (یورپی) مسیحی لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دینا بھی مشن کا ایک ذریعہ ہے۔ تاہم اس خاردار موضوع کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے۔

دنیا کی مختلف اقوام میں، غیر ملکی عورتوں سے شادی کرنے کے مختلف عوامل و اسباب ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک عامل نادر حسن و جمال سے لطف اندوز ہونا ہے۔ اگرچہ بعض اوقات وہ معیاری حسن سے کم تر درجے کا بھی ہوتا ہے۔ ایک گندمی ایشیائی مرد، ایک گوری لمبی تڑنگی یورپی عورت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ (۱۳) اگرچہ اس کی ہم قوم عورت، اخلاقی لحاظ سے اور عائلی زندگی میں الفت و محبت کے اعتبار سے، یورپین سے کتنی ہی بہتر کیوں نہ ہو۔

مغربی تہذیب اور تعلیم مشرق میں ایک ساتھ پھیلی۔ اہل مشرق، مغرب کی معاشرتی زندگی کے اصولوں سے پہلی بار واقف ہوئے۔ تاہم مشرقی زندگی کا بڑا حصہ، مغربی زندگی کے اسلوبوں سے بیگانہ ہی رہا۔ البتہ مغربی تعلیم یافتہ بعض نوجوانوں میں مشرقی ماحول سے جان چھڑا کر، ہر لحاظ سے

آزاد اور کھلے ماحول میں شامل ہونے کا رجحان پیدا ہوا۔ جب تجارت، سفر، حصولِ علم اور مختلف وفود کے سلسلہ میں مشرق اور مغرب کے مابین آمدورفت شروع ہوئی تو اس سے الفت و محبت اور باہمی مفاد کے جذبات نے جنم لیا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقی مردوں اور مغربی عورتوں کے ذوق اور مزاج میں زیادہ قربت و ہم رنگی و ہم آہنگی پیدا ہوگئی۔

اسلام نے یہودی اور عیسائی اہل کتاب سے شادی کی اجازت اس وقت دی تھی جب اسلام اور یہودیوں اور رومن عیسائیوں کے درمیان دشمنی کے شعلے سرد پڑ گئے تھے۔ مگر آج ہم فرانسیسی، برطانوی اور امریکی عورتوں سے محض ان کی عیسائیت کی بنیاد پر بلا روک ٹوک شادیاں رچا رہے ہیں حالانکہ آج یہ امریکی، برطانوی اور فرانسیسی ہمارے سخت ترین دشمن ہیں۔ دعوتِ اسلام کے آغاز میں عیسائی اور یہودی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا حرام تھا۔ اسلام نے اہل کتاب کی ان عورتوں سے اس وقت شادی کی اجازت دی جب عداوت اور لڑائی کے محرکات ختم ہوگئے۔ لیکن آج فرانسیسی، برطانوی اور امریکی عورتوں سے شادی کرنا، حکماً ممنوع ہونا چاہئے کیونکہ اہل مغرب کو اسلام سے سخت دشمنی ہے۔ اس وقت مسلمانوں اور اہل مغرب کے مابین ہر جگہ عملاً لڑائی ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ اسرائیلی عورتوں سے شادی قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح یہودی عورتوں سے بھی شادی نہیں ہوسکتی جو اگرچہ اسرائیل میں رہائش پذیر نہ ہوں۔ (۱۴)

ایک غیر ملکی عورت، دوسری غیر ملکی عورت سے بالکل مختلف ہوسکتی ہے۔ کبھی تو کچھ غیر ملکی عورتیں متعین پہلوؤں اور گوشوں میں شاید مشرقی عورتوں سے بہتر ہوتی ہوں۔ مثلاً خوبصورتی، علم یا مخصوص معاشرتی طرز عمل میں۔ مگر جب جماعتیں اپنی سیاسی، سماجی اور اخلاقی زندگی کی بنیادیں وضع کرتی ہیں تو صورتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اس وقت اکثریت کے مفاد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ ہم کچھ ایسے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں جنہوں نے غیر ملکی عورتوں سے شادیاں کیں اور وہ بظاہر خوش و خرم اور پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ غیر مسلم ماؤں سے ہونے کے باوجود ان کی اولاد اسلامی شعائر پر پختگی سے کاربند نظر آتی ہے اور ان میں غیرتِ ایمانی موجود ہوتی ہے۔ تاہم معدودے چند مثالوں سے عام اصولوں پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔ عام اصول یہی رہے گا کہ غیر مسلم غیر ملکی عورتوں سے شادی کرنے سے ایک اسلامی گھرانے کی اسلامی اخلاقی فضا ختم ہوجاتی ہے اور اس کی بہت سی اعلیٰ اقدار مٹ جاتی ہیں۔ ایسی شادی کی وجہ سے اس گھر سے عربی زبان کا رواج ختم ہوجاتا ہے، جب اس قسم

کی صورتِ حال میں غیر ملکی زبان، مادری زبان بن جاتی ہے تو بچوں پر اس زبان کے اثرات کا ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اور خاص طور پر جب باپ، اس زبان سے ناواقف ہو یا اس کی معمولی شدبد رکھتا ہو۔

ہمیں تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہو کر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ غیر ملکی عورتوں سے شادی ہمیشہ عارضی محرکات کی بنا پر کی جاتی ہے۔ کوئی ادا بھا گئی یا کوئی جذباتی لمحہ آ گیا یا کسی سفر میں محبت ہوگئی تو شادی رچالی۔ دور مشرق میں رہنے والی بیوی کے اخراجات سے جان چھڑانے کی خاطر لوگ غیر ملکی عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ ان کے علاوہ مغرب کا آزادی پسند ماحول بھی نوجوان مسلمانوں کو یہاں شادی کرنے پر اکساتا ہے۔

ہمیں یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہئے کہ بہت سے لائق اور باصلاحیت نوجوان جنہوں نے غیر ملکی لڑکیوں سے شادیاں کیں بالآخر مشرقی اور اسلامی ماحول سے بیگانہ ہوگئے۔ یوں ان کا اپنا معاشرہ، ان سے محروم ہوگیا ترقی اور اصلاح کا ایک مضبوط عنصر ان کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔

جب اسلامی ماحول میں، غیر مسلم عورتوں سے شادیاں کثرت سے ہونے لگیں تو صورتِ حال سنگین ہو جاتی ہے۔ پورا ماحول خراب ہونے لگتا ہے اور اس میں اسلامی زندگی کے شعائر کم زور پڑنے لگتے ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ غیر ملکی عورتوں سے شادی کے، خاندان اور معاشرے پر، برے اثرات پڑتے ہیں۔ ہماری نوجوان عورت کو اس وقت سخت نفسیاتی دھچکا لگتا ہے، جب وہ اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا ہم وطن کو دیکھتی ہے کہ اس نے ایک غیر ملکی عورت کو اس پر ترجیح دی۔ یہ نفسیاتی صدمہ بعض اوقات اتنا شدید ہوتا ہے کہ یہ نوجوان عورت بھیانک انتقام پر اتر آتی ہے۔ وہ اپنے غصہ پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہے، اس میں ناکامی پر وہ شدید بغاوت کی مرتکب ہوتی ہے یا پھر خاموشی سے آوارگی اور بدچلنی کو اپنا لیتی ہے اور یہ سب صورتیں انتہائی ضرر رساں ہیں۔ اسی طرح غیر ملکی عورتوں سے شادی کی وجہ سے جہاں ہمارے معاشرہ میں مردوں کی تعداد کم ہوسکتی ہے، وہاں عورتوں کی تعداد میں اضافہ ممکن ہے۔ اس سے ہمارے لئے ایک سماجی مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔

مشرقی معاشرہ میں اور عربی معاشرہ میں بڑی حد تک پہلے سے موجود، یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ اس طرح مشرقی مردوں کے مغربی عورتوں

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

سے شادی کر لینے سے، مغربی معاشرہ کے مسائل میں تو کمی ہو جائے گی، لیکن مشرقی معاشرہ کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا اور یوں مغربی ملک (ارادہ کریں یا نہ کریں اور ہم خواہ چاہیں یا نہ چاہیں) اپنے سیاسی اور مذہبی ٹارگٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے کہ کچھ عرب لیڈر اور قومی عربی تحریکوں کے کچھ کرتا دھرتا حضرات نے غیر ملکی عورتوں سے شادیاں رچا رکھی ہیں ان لوگوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی قومی جدوجہد میں کسی جرأت مندانہ پالیسی کا مظاہرہ کر سکیں گے۔ رہی ان کی اولاد تو انہیں اپنی ماں کی طرف سے۔ مثال کے طور پر فرانسیسی، عصبیت ورثہ میں ملی ہے، جو باپ کی عربی حمیت پر غالب آ گئی ہے۔

مرعوب کن عمارات:

مشنری، مشرقی ذہنوں پر اثر انداز ہونے کے لئے عظیم الشان اور بلند و بالا عمارات کا سہارا لیتے ہیں۔ مشنریوں کی نظر میں، مشنوں کے چرچ، ان کے اسکول اور کلب بڑے مرعوب کن ہونے چاہئیں تاکہ وہ دیکھنے والوں کے جذبات و خیالات پر اثر انداز ہو سکیں۔ (۱۵) مشنریوں کے خیال میں یہ عظیم الشان عمارات، غیر مسیحیوں کو، عیسائیت کے قریب لاتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بلند و بالا عمارات اور پرشکوہ مناظر کا، دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن خوب صورت عمارت کا مذہب کے صحیح اور برحق ہونے سے کیا تعلق ہے؟ اگر ہم اس قسم کے کسی تعلق کو درست مان لیں تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اہرام مصر، لبنان کے قلعہ بعلبک، برما اور ہندوستان کے مندر، اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مصری بیل کی پوجا، رومی بت پرستی اور ہندو مت عیسائیت سے افضل ہیں۔ یہ تو نظری لحاظ سے تھا، عملی صورت یہ ہے کہ مشنریوں نے القدس میں ایک عظیم عمارت تعمیر کی جو جمعیۃ المسیحین کے تحت تھی۔ یہ عمارت مشرق کی خوب صورت ترین اور عظیم ترین عمارتوں میں شمار ہوتی ہے۔ مگر خود مشنریوں نے فلسطین کو، یہودیوں کے حوالہ کرنے کے لئے تعاون کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مشنری، مسیحی مذہب کی اتنی بشارت نہیں دیتے، جتنا وہ امریکی کاروں اور برطانوی مصنوعات کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ وہ پوری دنیا میں دین مسیح کو پھیلانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر خود ہی یسوع کے گہوارا تک کو، مسیح کے دشمنوں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی : الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

ان کلبوں میں کیا ہوتا ہے؟

ان کلبوں میں مختلف قسم کی سماجی سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ یہیں جلسے ہوتے ہیں، لیکچر دیئے جاتے ہیں، دوستی اور شب بیداری کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ کھانے کی دعوتیں دی جاتی ہیں۔ انہی کلبوں میں شب خوابی کا انتظام ہوتا ہے۔ کفایت شعار لوگ اور تفریح طبع کے شائقین نوجوان انہی کلبوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ جو کچھ ان کلبوں کی ظاہری سرگرمیاں ہیں وہ ان کا مقصود بالذات نہیں۔ یہ کلب اس لئے قائم نہیں کئے گئے کہ لوگ یہاں آ کر تفریح کریں بلکہ ان کلبوں کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ان ذرائع سے عوام کے لئے دلچسپی پیدا کریں تاکہ وہ امریکی، فرانسیسی، ولندیزی یا انگریز مشنری کی آواز سنیں۔ یا کم از کم وہ مشنریوں کے دلوں میں مغرب کی محبت پیدا کریں۔ باقی رہا ''مسیحی تقویٰ'' اور ''مغربی انسانیت'' تو ہمیں اس کی تلاش، ریاست ہائے متحدہ اور یورپ کے میدانوں میں کرنی چاہئے۔

ان کلبوں کا صحیح ہدف کیا ہے؟

یہ عظیم الشان عمارتیں، یہ کلب، یہ طعام گاہیں اور یہ ریستوران لوگوں پر اثرانداز ہونے کے لئے ہیں جنہیں جلد ہی اپنے ملک میں اہم حیثیت حاصل ہونے والی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں مشن سے تعاون کرنا چاہئے۔ (۱۶) یہ وہ ذرائع ہیں جو مشرقیوں کی زندگیوں پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔

ان کلبوں کی ایک نمایاں قسم ''نوجوانوں کے گھر'' ہیں۔ یہ اصل میں بے گھر، بے روزگار اور پریشان حال نوجوانوں کے لئے اقامت گاہیں ہیں۔ یہ اقامت گاہیں پہلی عالمی جنگ کے بعد سے مشنری منصوبے کا ایک اہم حصہ بن چکی ہیں۔ مشنری ان گھروں میں ان لڑکوں، لڑکیوں اور لوگوں کو ٹھکانا مہیا کرتے ہیں جن کے اپنے گھر نہیں ہوتے۔ یہاں پر ان لوگوں کی مسیحی اسلوب پر تعلیم و تربیت کی جاتی ہے۔ (۱۷) شمالی افریقہ اور خاص طور پر جنوبی الجزائر میں فرانسیسی پروٹسٹنٹ مشن اور اس کے اثرات کو بڑھانے کی خاطر، اس قسم کے کلبوں پر انحصار کرتے رہے ہیں۔ (۱۸)

لبنان میں کیتھولک، اس قسم کے کلبوں کو ''صلیبی جنگ'' کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ (۱۹) یہ لوگ کہتے ہیں:

''دس برس کے لڑکوں اور چھوٹی عمر کے بچوں میں عیسائیت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس صلیبی جنگ سے مسیحی مذہب کے لئے بہترین فوج تیار ہو گی۔ یہ لوگ کیتھولک کلب کے وہ بیج ہیں جنہیں آگے چل کر بیروت کی کیتھولک سینٹ جوزف یونیورسٹی میں اگایا جائے گا۔''

یہ کلب جو ابھی تک کام کر رہا ہے صرف کیتھولک عیسائیوں کے لئے ہے، یہ کلب ''کیتھولک جمعیت برائے فرانسیسی نوجوانان'' کی طرز کا ہے۔ (۲۰) مگر اس میں کچھ آرتھوڈوکس عیسائی ممبران کو بھی بطور مشترک ارکان قبول کیا جا سکتا ہے، اس کلب میں مطالعہ اور تحقیق کیتھولک مذہب کے مطابق ہوتی ہے۔ (۲۱) اس کی کارکردگی اور پروگراموں میں ''کیتھولک روحانی زندگی'' کو اولیت حاصل ہے۔ اس کلب کے پروگراموں مین مذہبی بحثوں اور تحقیقات کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ (۲۲)

مفت تعلیم:

مشنری ہر اس تعلیم مین گہری دلچسپی لیتے ہیں جس پر امداد و خیرات کی چھاپ ہو۔ کیتھولکوں کا خیال ہے کہ ہر اس اسکول کے قریب جس کے طلبہ فیس ادا کرتے ہوں، ایک چھوٹا سا اسکول غریبوں کے لئے بھی ہونا چاہئے۔ اس اسکول کا بنیادی مقصد ان غریب بچوں کی تعلیم نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے سامنے اپنے مشنری مظہر اور مسیحی تشخص کی حفاظت ہوگا۔ (۲۳) غریب لوگ، امیروں کے مقابلہ میں اس مظہر سے زیادہ متاثر ہوں گے، مفت تعلیم کا یہ رجحان صرف فرانسیسی کیتھولک میں نہیں پایا جاتا بلکہ یہ تمام مشنریوں میں موجود ہے۔ امریکی مشنری خیرات کے اس شعبہ میں دیگر تمام مشنریوں سے بڑھ گئے ہیں۔ (۲۴) مفت تعلیم میں مشنریوں کی دلچسپی کی ایک مثال یہ ہے کہ فرانسیسی اور روسی اسکول مفت تعلیم دیتے تھے وہ بعض اوقات بلا معاوضہ کتابیں، کھانا اور لباس بھی مہیا کرتے تھے۔ (۲۵)

کتب خانے، مصوری، اور اسکاؤٹنگ اور نشر و اشاعت:

مشنریوں نے تمام معاشرتی سرگرمیوں کو ''مشن'' کے لئے استعمال کیا۔ حتیٰ کہ اس سے

پہلے کبھی یہ خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ چیزیں مشنری حربہ کے طور پر استعمال ہوسکتی ہیں۔ ان حربوں میں سے ایک کتب فروشی کے لئے دکانیں کھولنا ہے۔ درپردہ یہ مشن کا کام کرتی ہیں۔ اس کی ابتداء اس وقت ہوئی جب سلطنت عثمانیہ مشنریوں پر اس طرح کڑی نظر رکھتی تھی جیسے کہ وہ جاسوس ہوں۔ ان مکتبوں میں سے ایک مکتبہ چارے بازیہ (Charliey Bezies) (۲۶) تھا۔ یہ کچھ عرصہ پہلے تک، اسی نام سے اپنی عمارت میں بیروت کے "لمبے بازار" میں موجود تھا۔ اسی طرح ایک مصور بونفس (Bonfils) ہوا کرتا تھا۔ بیروت میں اس کا اسٹوڈیو بہت مشہور تھا۔ اس شخص نے ڈاک ٹکٹوں پر شام اور لبنان کے قدرتی مناظر پیش کرنے میں بڑا نام کمایا۔ مگر آج کل "بونفس" کا اسٹوڈیو موجود نہیں ہے۔ بہت سے ایسے لوگ تھے، جو ہمارے ان عرب ممالک میں تاجر، پروفیسر اور ڈاکٹر کی حیثیت سے آئے مگر وہ حقیقت میں مشن کے مقدمۃ الجیش تھے۔ اسی طرح مکتبہ "چارے بازیہ" کا مالک اور مصور بونفس، دونوں پروٹسٹنٹ فرانسیسی تھے۔ یہ لوگ ہمارے ملک میں ۱۹۲۶ء تک رہے۔ (۲۷)

کچھ ایسے مشنری بھی ہیں جو ہمارے ملک میں علمی و سائنسی تحقیقات جیسے جغرافیائی اور جیالوجیکل چھان بین کے پردہ میں آئے۔ ان لوگوں میں ولیم گوڈل، ایلی سمتھ اور ولیم تھامسن شامل ہیں۔ وہ سائنس کے پس پردہ پچاس سال تک یہاں کام کرتے رہے۔ (۲۸)

اس میں شک نہیں کہ عوام پر کتابوں کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ مشنری اس حقیقت سے غافل نہ تھے۔ ان کی رائے تھی کہ "مسیحی مطبوعات کو کسی نہ کسی ذریعے سے مسلمانوں تک پہنچایا جائے۔" (۲۹) اپنی مطبوعات کے فروغ کے سلسلہ میں ان کی پالیسی کی بنیاد درج ذیل ہے۔

مشنری اپنی مذہبی کتابوں (اناجیل اربعہ اور بائیبل) سے اقتباسات کی نشر و اشاعت کو اولیت دیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ اپنی مطبوعات میں مختلف موضوعات کو پیش کرتے ہیں جنہیں خالص مسیحی مذہبی قالب میں ڈھالا جاتا ہے۔ مشنری اس بات کی بہت کوشش کرتے ہیں کہ یہ موضوعات غیرملکی مشنریوں کے بجائے، مقامی اہل قلم لکھیں۔ یا ایسے لوگ لکھیں جنہوں نے ابھی ابھی عیسائیت قبول کی ہو، کیونکہ مقامی اور نئے عیسائی اپنے عوام کی ذہنیت کو زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں اور ان موضوعات کو ایسی صورت میں پیش کر سکتے ہیں جو عوام کے فہم کے قریب تر ہوسکتی ہے۔ (۳۰)

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

مشنریوں کی چال بازی:

بعض اوقات مشنری ایسے اسلامی عنوانات پر خامہ فرسائی کرتے ہیں، جن سے ملتے جلتے عنوانات، دین مسیح میں پائے جاتے ہیں۔ (۳۱) پھر یہ لوگ حقائق مسخ کرتے اور فرق و امتیاز کو ختم کر دیتے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم حضرتِ مسیح کو "کلمۃ اللہ" کہتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا "کلمہ" یعنی حکم القاء فرمایا کہ حضرت مسیح اس معجزانہ طریقہ پر پیدا ہوں گے۔ لیکن مشنری قرآن کے الفاظ "کلمۃ اللہ" کی عیسائی تفسیر کرتے ہیں۔ دونوں نقطہ ہائے نظر میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک، اس دنیا میں ہر چیز، اللہ کے امر سے ہوتی ہے۔

اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ○

(القرآن۔ سورۃ یٰسین، ۳۶۔۸۲)

اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

جبکہ عیسائیوں کے نزدیک "کلمۃ اللہ" کی اصطلاح ایک خاص اصطلاح ہے اور اس سے مراد وہ صرف حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو لیتے ہیں اور یہ اصطلاح الوہیت مسیح پر دلالت کرتی ہے۔

مشنری جس طرح چاہیں سمجھیں لیکن یہ ان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اسلام کے بارے میں ایسی بات کہیں جو وہ نہیں جانتے۔ مسلمانوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں موجود ہر چیز اللہ کی طرف سے "امر" ہے۔

قرآن کی بہت سی آیات، حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ کی مانند ٹھہراتی ہیں حضرت آدمؑ کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے رب سے "کلمات" حاصل کرتے تھے نہ کہ ایک کلمہ۔ ارشادِ الٰہی ہے:

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

(البقرہ، ۳۷)

"پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) رحیم ہے۔"

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ

فَيَكُوْنَ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○

(آل عمران، ۵۹۔۶۰)

"عیسیٰ کا حال، خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے اس کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ ہو جا تو وہ ہو گئے۔ یہ بات تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے، سوتم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔"

ہم یہاں علمی اور کلامی دلائل میں پڑنا نہیں چاہتے۔ مگر ہم کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ مشنری علمی تحقیق کے بہانے وہ سامراجی اغراض پوری کریں جو ہمارے دین، ہماری قومیت اور وطنیت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ جاہل یا ظالم کے سامنے کلمہ حق نہ کہیں۔

فرانسیسی مشنری خاص طور پر دھوکہ دہی اور مغالطہ آفرینی کا طریقہ اپناتے ہیں، ان میں فرانسیسی مستشرق لوئیس ماسینون سب سے آگے ہیں۔ یہ وہ شخص تھا، جس نے اپنے علم اور مشرقی علوم میں مہارت کو مشن کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اس کے پیش نظر سامراجی اہداف و مقاصد تھے۔ مشنریوں کی ایک بڑی تعداد کا یہی طریق واردات ہے کہ وہ ہر لباس اور ڈھنگ اپنا لیتے ہیں۔

مشنریوں نے مسلمانوں کے دو طبقوں پر اپنی خصوصی توجہ دی۔ پہلا طبقہ مصر میں جامع الازہر کے طلبہ کا تھا، اس لئے کہ ازہر، اسلام کا قلعہ ہے۔ ایک ازہری اگر خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو وہ دنیائے اسلام میں سرایت کرنے کے لئے مشنریوں کا بہترین مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ بہرحال ازہریوں میں مشنری تبلیغ کی نوعیت تجرباتی ہے۔ اگرچہ مشنری اسے وسیع تر کرنے کے منتظر ہیں، وہ اسے ابتداء میں مناظرہ بازی اور وعظ تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ (۳۲) دوسرا طبقہ، جس تک مشنری اپنی مذہبی کتابوں کے ذریعے سے پہنچنا چاہتے ہیں، وہ عورتوں کا طبقہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان عورت، معاشرہ اور علم سے الگ تھلگ ہے۔ لہٰذا اس کے لئے ایسی کتابیں مرتب کی جائیں جو اس کی حالت، ذہنیت اور اس کی سوچ کے مطابق ہوں۔ (۳۳)

صحافت:

جنگ عظیم اول کے خاتمے کے بعد مشنریوں نے صحافت کو، مشن کی خاطر، وسیع پیمانہ پر استعمال کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ان کی رائے میں عام مسلمان اخبارات و رسائل کا

کثرت سے مطالعہ کرنے کے باوجود ''مسیحی مواد'' کو بہت کم قبول کرتے ہیں۔ مشنریوں کو صحافیوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ صفحہ اول پر ''مسیحی مواد'' کو بہت کم جگہ دیتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اعلانات و اشتہارات کے صفحہ میں کچھ چھاپ دیا جائے اور وہ بھی اس صورت میں جب مشنری اس کا سطروں کے حساب سے معاوضہ ادا کریں۔ (۳۴)

صحافت رائے عامہ کو ہموار کرتی ہے۔ اخبارات میں جو کچھ شائع ہوتا ہے لوگ اسے قبول کرنے پر پس و پیش نہیں کرتے۔ کیونکہ صحافت رائے عامہ کو بیدار کرتی ہے۔ مشنری فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے مصری صحافت کو کسی بھی دوسرے اسلامی ملک کے مقابلہ میں، اپنی مسیحی آراء کے اظہار کے لئے زیادہ استعمال کیا ہے۔ ان کے بہت سے مقالات و مضامین کئی مصری اخبارات و مجلات میں شائع ہوئے، ان میں سے زیادہ تر کی اجرت دی گئی۔ لیکن کبھی کبھی یہ مضامین بغیر اجرت بھی شائع ہوئے۔ (۳۵)

خود مشنریوں نے کئی روزنامے اور ہفت روزے نکالے۔ مصر میں ''بشائر السلام'' اور ''الشرق والغرب'' زیادہ معروف تھے۔ ایک ہفتہ وار اشاعت، پروٹسٹنٹوں نے بیروت سے نکالی جو جنگ عظیم دوم کے بعد تک نکلتی رہی۔ پھر انہوں نے اسے بند کر دیا۔ ان کے بقول، ان کے لئے اس مشن کو پورا کرنا مشکل ہو گیا تھا جو انہوں نے اپنے لئے متعین کیا تھا۔

مشنری اخبار ''البشیر'' کا مختصر تعارف:

یہاں ہم روزنامہ اخبار ''البشیر'' کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس اخبار کو تمام مشنری اخبارات و رسائل کے لئے ایک نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کے مابین شدید محاذ آرائی تھی۔ جب پروٹسٹنٹ مشن کا مرکز لبنان کے علاقہ الشوف کے شہر عبیہ سے بیروت منتقل ہو گیا تو کیتھولک بھی غزیر (شمالی لبنان) سے اپنا ہیڈ کوارٹر بیروت لے آئے۔ اسلام کی مخالفت پر متفق ان دونوں گروہوں کی محاذ آرائی کا اولین ہدف صحافت تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیروت سے ۱۸۷۰ء میں شائع ہونے والے چار مشنری اخبارات میں سے تین پروٹسٹنٹ تھے، صرف ایک اخبار کیتھولک تھا۔ (۳۶)

اخبار ''البشیر'' کی نمایاں حیثیت ایک کیتھولک مذہبی اخبار کی تھی۔ وہ رومن کیتھولک اور

پوپ سے متعلق خبروں کو نمایاں مقام دیتا تھا۔ ''البشیر'' کا بڑا کام، وہ حملے تھے جو وہ پوپ کے دشمنوں اور کیتھولک ایمان کے مخالفوں پر کرتا تھا۔ (۳۷) رومن مذہب ہمیشہ ''البشیر'' کا نصب العین رہا۔ وہ اپنے مذہبی اور تمدنی محرکات کا پابند تھا۔ اب اس کے دشمن زیادہ ہو چکے ہیں، اس کے حملوں کی آگ قدرے ٹھنڈی پڑ چکی ہے مگر بجھی نہیں۔ (۳۸)

مشنریوں نے اپنی کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے لئے قاہرہ اور بیروت کے دو شہروں پر انحصار کیا۔ پرٹسٹنٹ نے قاہرہ کو، مملکت مصر اور تمام دنیائے اسلامی میں مسیحی لٹریچر کی تقسیم کا مرکز بنایا۔ (۳۹) اس طرح انہوں نے بیروت میں امیریکن پریس (المطبعہ الامریکیہ) لگایا جو پورے مشرق میں مشن کا اہم ترین ذریعہ ثابت ہوا۔ (۴۰) کیتھولک ۱۸۷۱ء سے بیروت میں اپنا پریس لگانے میں مصروف تھے۔ جب یہ پریس لگ گیا تو مشنری عمل پہلے سے کہیں تیز ہو گیا۔ (۴۱)

اسکاؤٹنگ اور کیمپ:

آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اسکاؤٹنگ بھی ان لوگوں کے تبلیغی ذرائع میں شامل ہے۔ القدس میں منعقدہ مشنریوں کی کانفرنسوں کی قراردادوں میں سے ایک قرارداد درج ذیل ہے۔ (۴۲)

> ''ہم بچوں میں کام کرنے کی اہمیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے چھوٹے بچوں میں تبلیغ کرنا، جن کی ذہنیت اور اخلاق نے ابھی اسلامی شکل اختیار نہ کی ہو، نہایت اہم ہے۔ وہ تمام ذرائع جو ماضی میں استعمال ہوئے اور جن کی کامیابی کا تجربہ ہو چکا ہے، اب ان کو از سرِ نو استعمال کیا جانا چاہئے۔ ان سے بچوں کی سوچ کو بیدار اور ان کے اخلاق کو آراستہ کیا جا سکے گا۔ خواہ ایسا اسکول کی چار دیواری میں کیا جائے یا اس سے باہر۔ اس قسم کے کاموں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اسکاؤٹنگ اور سنڈے اسکولز سے کام لیا جا سکتا ہے۔ جمعیت برائے مسیحی نوجوانان (مردانہ) جمعیت برائے مسیحی نوجوانان (زنانہ) کے علاوہ نوجوانوں کی دیگر تنظیمیں اس سلسلے میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔ طلبہ کی کانفرنسیں، کلب، کھیلیں اور طلبہ گھر بھی کچھ کم اہم

نہیں ہیں۔ ان سے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے جس کی ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ طلبہ گھر جتنے زیادہ ہوں گے، وہ اتنے ہی طلبہ کو مملکتِ مسیح میں جذب کر سکیں گے۔ لیکن ضروری ہے کہ بچوں کے ان گھروں کے نگران صرف مشنری ہوں۔

اس قسم کی حرکتیں، المغرب میں فرانسیسی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسکاؤٹنگ کیمپس کی نگرانی کے لئے جو پادری بھیجتے ہیں، وہ بلاشرم وحیا کھلے عام تبلیغ کرتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء سے قبل نوجوانوں کی مختلف تنظیموں کی دو کانفرنسیں ہوئیں۔ ان میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کیلئے اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ شامل تھی۔ ان کانفرنسوں کے پروگرام درج ذیل عنوانات کے گرد گھومتے رہے۔

''بائبل، اللہ کا کلمہ، کلیسا، جسدِ مسیح''

۱۹۳۵ء میں ایک ادارہ ''الحزمۃ المغربیۃ'' (Gerbe nord africaine) مشنری ''کمیٹی برائے جوانان'' فرانس کے تعاون سے قائم کیا گیا۔ یہ ایک کیمپ لگانے والا مشنری ادارہ تھا، جو کچھ مدت بعد جنوبی الجزائر منتقل ہو گیا۔ اس مشنری کانفرنس میں فرانس اور سوئزرلینڈ کے ساتھ مشنری رہنماؤں نے شرکت کی۔ (۴۳)

دیہات سدھار اسکیمیں اور زراعت وصنعت کے مشنری منصوبے:

شام اور لبنان کے رہنے والوں کو وہ دیہات سدھار منصوبہ ابھی تک یاد ہوگا جو بیروت کی امیریکن یونیورسٹی نے بنایا تھا۔ اس منصوبہ کے لئے عطیات کی صورت میں رقم اکٹھی کی گئی تھی۔ اس میں نوجوان مسیحی لڑکوں اور لڑکیوں کے علاوہ مسلمانوں کو بھی بھرتی کیا گیا تھا۔

دیہات سدھار کا یہ منصوبہ مشن کے دوسرے منصوبوں سے اس لحاظ سے منفرد تھا کہ اس میں دعوت وتبلیغ پوشیدہ تھی۔ (۴۴) ہم نے جب اس پروجیکٹ میں بھرتی کئے ہوئے نوجوان مسلمانوں سے بات چیت کی تو پھر کہیں جا کر انہیں مشنری عزائم کا علم ہوا۔ مشنری قصبات اور دیہات میں عورتوں پر خصوصی توجہ دینا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مشن جو صرف شہری باشندوں تک محدود ہو کے رہ گیا ہے، اس کا دائرہ کار دیہات تک وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ (۴۵) مشن کو ایک خاص شکل میں کھیتوں تک لے جانا بہت ضروری ہے۔ مشنری کسانوں کے ساتھ زراعت اور

کھیتی باڑی کرتے ہوئے اس طرح رہیں کہ ان کا مشنری ہونے کا پتہ نہ چلے اس طرح وہ کسانوں کے درمیان مسیحی زندگی گزارنے کا تجربہ کریں۔ اس طریقے سے مسیحی اثرات غیر عیسائی کسانوں تک خاموشی سے اور کسانوں کے نوٹس میں آئے بغیر پہنچ جائیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے کہ عام مشنری تحریک کا ایک حصہ بن جائے۔ (۴۶)

ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حقیقی مشن، اسکول، کالج، ہسپتال، ڈسپنسریاں، گشتی شفاخانے، زرعی اڈے اور کتب خانے کی شکل میں بہت سے مفید کام سرانجام دیتا ہے۔ ہر وہ مشنری کام جو ان اداروں سے باہر ہو، وہ صحیح قاعدہ اور اصول سے ہٹ کر ہوگا۔ (۴۷)

زراعت کی طرح صنعت بھی مشنریوں کی توجہ کی مستحق ہے۔ مشنریوں نے مشنری عیسائیوں اور عام عیسائیوں پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ مزدوروں سے میل جول رکھیں تاکہ صنعتی ماحول پر عیسائیت کی چھاپ مسلط کی جا سکے۔ مشنریوں کا فرض ہے کہ وہ غیر مسیحی مزدوروں پر اپنے شخصی رویہ اور طرزِ عمل سے اثرانداز ہوں۔ وہ اپنے اقوال و اعمال سے ان پر یہ واضح کر دیں کہ ترقی مسیحی طور طریقے پر چلنے میں ہے۔ ایجادات، نئی تحقیقات اور دریافتیں مسیحی ہیں۔ مزدوروں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ صنعت و حرفت کے جدید طریقے مسیحیوں کے مرہون منت ہیں۔ (۴۸)

گزشتہ بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ فلاح و بہبود کے وہ تمام خیراتی کام، جو مشنری کرتے ہیں، اصل میں غیر عیسائی اقوام تک عیسائیت پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد مشرقی اقوام کو مغربی استعمار کی غلامی کے چنگل میں دینا ہے۔ مشنری جس نیکی، بھلائی اور شرافت کا اظہار کرتے ہیں، وہ محض فریب کا ایک جال ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کاموں میں بھی وہ جھانسے بازی سے باز نہیں آتے جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ انہیں اس مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(قارئین کرام: افغانستان میں کچھ عرصہ قبل امدادی کارکنوں کے روپ میں کام کرنے والے مشنری پکڑے گئے جو دراصل ان حملوں کی راہ ہموار کر رہے تھے جو صلیبی دنیا نے اکتوبر میں افغانستان پر کر کے اپنے عزائم کا واضح اظہار کر دیا۔ کیا اب بھی صلیبی سازشوں کے بارے میں کوئی ابہام باقی ہے؟) (ادارت)

كل عام وأنتم بخير ماہِ صیام مبارک

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

حواشی

۱۔ Cf. Supra; Cf. too MW. Oct. 37. pp 362 ff.

۲۔ Milligan 64 f.

۳۔ Christian workers 40.

۴۔ Re - Thinking Missions 271-273, cf 285.

۵۔ Gairdner 305.

۶۔ Methods of Missions 21.

۷۔ Ibid 111 f.

۸۔ Ibid 110.

۹۔ اہل مغرب میں بہت سوں کا ابھی تک یہ خیال ہے کہ اسلامی گھر، عورتوں کے لئے ایک چاردیواری ہے، جہاں مردان سے اپنی خواہش کی تسکین کرتا ہے۔

۱۰۔ Islam and Missions 182.

۱۱۔ Re - Thinking Missions 182.

۱۲۔ Missionary outlook 66 ff.

۱۳۔ Christion workers 71

۱۴۔ گورے رنگ سے مراد یہاں، چونے کی طرح کا خالص سفید رنگ ہے، جس میں سرخی یا زردی نہ ہو۔

۱۵۔ دیکھئے۔ ڈاکٹر عمر فروخ کی کتاب۔ الاسرۃ فی الشرع الاسلامی، ص۸۲۔

۱۶۔ Re - Thinking Missions - 13.

۱۷۔ Milligan 108.

۱۸۔ Ibid 108 f.

۱۹۔ cf. MW, Apr 38, p 207.

۲۰۔ اصل میں لفظ صلیبی افارتی (Croiss Eucharistique) استعمال ہوا ہے۔

۲۱۔ Association catholique de la jeunness francaise.

۲۲۔ یہ کلب Foyer de la Jeunness catholique کے نام سے مشہور ہے۔

۲۳۔ Les Jesuite en syrie 5: 23 ff.

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

۲۴۔ Ibid 7:7.

۲۵۔ یہ پروٹسٹنٹوں کا ایک فرقہ ہے جسے انگلش میں Presbyterian کہا جاتا ہے۔

۲۶۔ Richter 222 f.

۲۷۔ Ibid 227.

۲۸۔ مگر بعد میں اس نے کتابوں اور اسٹیشنری کے ساتھ ساتھ دوسری چیزیں بھی فروخت کرنی شروع کر دیں۔

۲۹۔ Biauqonis 26.

۳۰۔ Wm Goodell, Elie smith, wm thomson cf Richter 97f.

۳۱۔ Enc of Missions 600.

۳۲۔ cf. Re - Thinking Missions 180 ff.

۳۳۔ cf. Methods of Missions 79 ff.

۳۴۔ Gairdner 274 f.

۳۵۔ Methods of Missions 85f.

۳۶۔ Christian Literature 257ff.

۳۷۔ cf. Cash 89; Christian Literature 259f.

۳۸۔ Les Jesuites en syrie 5:8

۳۹۔ Les Jesuites en syrie 6:28.

۴۰۔ Ibid 6:30.

۴۱۔ Ibid 6:32.

۴۲۔ Gairdner 275.

۴۳۔ Addison 123; Gairdner 275.

۴۴۔ Les Jesuites en syrie 6:21.

۴۵۔ Christian workers 23p.

۴۶۔ MW, Ap, 38, Page 207.

۴۷۔ Re-thinking Missions 277.

۴۸۔ Ibid 177 ff.

۴۹۔ Ibid 230, cf, 214, 236, 278.

۵۰۔ Ibid - 12.

۵۱۔ Ibid - 234, cf, 732 ff.